ہو ہو ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ ٭ ہر چند کہ آخر بظہور آمدہٗ
اے ختم رسل قرب تو معلومم شد ٭ دیر آمدہٗ زراہِ دور آمدہٗ

سرّ السلوک

(مصنفہ)

حضرت سیدنا ابو العلا رضی اللہ عنہ

و

مترجمہ مولوی منظور احمد صاحب ناظر

دربیان مراتب فنا و وصول الی اللہ تعالیٰ ٭

اس واجب الوجود کی حمد کے بعد کہ جو جملہ موجودات عالم کی

ہزارہا صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا۔

ذات نے اس کی ہر اک شکل ہی کی جلوہ گری
شکل آدم میں کبھی صورت حوا میں کبھی

اور اس لیے چوں و بے چگوں کے سکر کے بعد کہ جو سہ ہزار
چونی اور چگونگی میں ظاہر ہوا اور جس کا تعین موجود نہیں۔

تعجب ہے کہ بے رنگی میں اس کی رنگ ہیں لاکھوں
بڑی حیرت ہے اس بے شکل کی ہیں تعینیں لاکھوں

ع بلند و پست ہے جو کچھ بھی ہے وہ سب ہمہ اوست

وہی ہمسایہ ہمنشین ہمراہ ⁂ ہے گدا پوش و وہی ہے شاہ
جلوت فرق ہو کہ خلوت جمع ⁂ بس وہی ہے ہر جگہ واللہ

درود اس حبیب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

پر کہ جس کے پیدا کرنے کے ارادہ پہ جملہ موجودات کی ایجاد ہوئی ہے

یا مصطفےٰ محمد و محمود آپ ہیں ٭ ایجادِ کائنات کے مقصود آپ ہیں

اس کے بعد فقیر حقیر دل شکستہ اور خودی سے رہائی

پایا ہوا ابو العلا اسراری الحسینی عرض کرتا ہے کہ یہ رسالہ

مراتبِ فنا اور وصول الی اللہ تعالیٰ کے بیان میں ہے جو

طالب کہ اس کے طریق پر سلوک اختیار کرے اور جیسی

کہ چاہئے کوشش کرے امید قوی ہے کہ مقصود حقیقی سے کہ

وصول بحق ہے مشرف یاب ہوگا۔

اب جان اے بھائی کہ فنائے اعظم جو وصول اعلیٰ

مقامات فقر ہے تین قسم پر مشتمل ہے۔

پہلی فنا فی الافعال۔ دوسری فنا فی الصفات تیسری

فنا فی الذات۔

فنا فی الافعال سے مراد سالک کا خود اپنے اور جملہ عالم کے اختیار سے باہر جاتا ہے یعنے اپنے اور جملہ عالم کے جملہ حرکات وسکنات وافعال کو جو خود اپنے آپ سے اور دوسروں سے منسوب کیا کرتا ہے اور خود اپنے اور دوسروں کے سمجھا کرتا ہے سب کے سب کو اللہ کے ساتھ منسوب کرنا اور اللہ کے افعال جاننا اوران سب کو اللہ کی طرف سے جاننا اور اپنے افعال کا تعلق اللہ سے ایسا ہی خیال کرنا کہ جیسا کنجی کی حرکت کا قفل

فنا فی الافعال سے مراد سالک کا اپنے آپ کو خود اپنے اختیار سے اور جملہ عالم کو خود اس کے (جملہ عالم کے) اختیار سے باہر جانتا ہے۔

کھونے والے کے ہاتھ یا مردہ کی حرکت کا غسال کے ہاتھ سے اور کسی چیز اور حرکت کو کسی اور سے منسوب نہ کرنا کیونکہ ایسا کرنا اس گروہ کے پاس شرک اور کفر ہے۔

ہے اس میں شرک کی اک نوع پنہاں گر کہے کوئی

ستایا زید نے مجھکو عمرو نے کر دیا زخمی

سہ دانہ صیاد ازل نے جب بکھیرا دام پر

اک پرندہ آ پھنسا نام اس کا رکھا آدمی

نیک و بد جو کچھ گزرتا ہے جہاں میں سب کا سب

کر کے اوروں کا بہانہ کر رہا ہے آپ ہی

سہ کمان میں تیر ہے در اصل خود اس صید افگن کی

کمان ابروئے معشوق کا لیکن بہانہ ہے

فنا فی الصفات سے مراد سالک کا خود اپنے اور دوسرون
کے جملہ صفات کو اللہ کے صفات جاننا ہے یعنی ہر ایسی اپنی
اور دوسرون کی صفت کو جو صفات حیات۔ علم۔ ارادہ
قدرت۔ سمع۔ بصر اور کلام سے متعلق ہو۔ اپنی اور دوسروں
کی صفت جاننا اور جس کو خود اپنے آپ سے اور دوسرون سے
منسوب کرتا ہے اور اپنی اور دوسروں کی بادولت اس کا وجود
سمجھتا ہے اللہ سے منسوب کرنا اور اللہ کی صفت جاننا اور ہرگز
اپنے آپ سے اور دوسروں سے منسوب نہ کرنا کیونکہ یہ بھی
اس بلند پایہ گروہ کے پاس شرک عظیم ہے ۔

ہر زباں سے بولتا ہر کان سے سنتا ہوں میں
ہے تعجب کان ہی ظاہر ہیں میرے نے زبان

نقل ہے کہ جب سلطان العارفین حضرت خواجہ
بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز نے دارِ فنا سے دارِ بقا
کا سفر فرمایا ان کی روح پاک سے خطاب ہوا کہ اے
بایزید ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لایا ہے؟ عرض کی خداوندا
توحید لایا ہوں جواب آیا اُذْکُرْ لَیْلَةَ اللَّبَنِ یعنی یاد کر
دودھ والی رات کو کہ ایک رات تو نے دودھ پیا تھا اور
تیرے پیٹ میں درد ہو رہا تھا کسی نے پوچھا کہ آپ کے پیٹ
میں درد کیوں ہو رہا ہے تو نے جواب دیا کہ آج رات میں
نے دودھ پیا تھا۔ اس لئے میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے
تو نے پیٹ کے درد کو دودھ سے منسوب کیا پھر اب کہتا ہے
کہ توحید لایا ہوں ـ

کسی سچے نے کیا کہدی سیچ بات

کہ ہے توحید اسقاط اضافات

سبحان اللہ تعالیٰ شانہ سلطان العارفین کی صرف ایک ہی نسبت بہ غیر حق پر ان کی توحید کو توڑ ڈالا اور شرک میں شمار صد افسوس دوسروں کا کیا حال ہوگا جو ہمیشہ ہی اس بلا میں مبتلا ہیں۔

حق سبحانہ جل شانہ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے۔

مَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ۔

یعنے بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ ایمان لاچکے ہیں مگر دراصل مشرک ہیں۔

جبتک تیری عادت ہی ہمیشگی رہی ہمرہ شیطان منافق ہے تو درویش نہیں ہے

فنا فی الذات سے سالک کا اپنی اور جملہ عالم کی ذات کو اللہ کی ذات دیکھنا اور جاننا مراد ہے یعنی سالک جو یہ جانتا ہے کہ نہیں میں ہوں اور عالم عالم ہے تحقیق کے ساتھ جاننا اور دیکھنا کہ اللہ ہے اور یقین کے ساتھ جاننا اور تصور کرنا کہ حضرت حق تعالیٰ مرتبہ اطلاق سے نزول فرما کر ان انواع واقسام کی صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے۔ سب کچھ وہی ہے۔ اس کا غیر حق موجود نہیں۔

دیکھتا جو کچھ ہے تو سب یار ہے
غیر اس کا وہم اور پندار ہے
جلوہ زا وہو معکم کا جمال
کب ہر اک میں طاقت دیدار ہے

اسی موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ[1] ۔ (جس نے پہچانا اپنے نفس کو تحقیق اس نے پہچانا اپنے رب کو) یعنی جو شخص کہ اپنے آپ کو یہ جان لے کہ میں تعین ہوں حق ہوں جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہوں اس نے حقیقت میں پہچان لیا اپنے رب کو اور یہ بھی فرمایا

---

[1] من عرف نفسه بالعدم فقد عرف ربه بالقدم من عرف نفسه بالنقص فقد عرف ربه بالکمال وغیرہ یعنی جب اپنے نقص و زوال و عدم و ستعد عدم مردگی، جہالت، مجبوری، ناتوانی، کوری، بہری، گونگی کا علم ہوا تو اللہ تعالیٰ کے کمال و قدم و حیات و علم و ارادہ و قدرت و سماعت و بصارت و کلام کے صفات سے واقف ہوا، اور پہچانا کسی شے کا کمال دوسری شے کے نقص و زوال سے پہچانا جاتا ہے۔

عرفتُ ربّی بربّی ۲ (پہچانا مین نے اپنے رب کو اپنے رب سے)

یعنی جب تک کہ مین تھا۔ حق کو نہ پہچانتا تھا جبکہ اپنے آپ

کو حق جان لیا اور اپنے آپ سے جاچکا حق نے حق کو پہچان

لیا ہے

جب تلک تو ہے پتہ حق کا نہ ہرگز پائیگا

جب نہ ہوگا تو خدا خود رونما ہوجائیگا

اس معرفت اور فنا کے حاصل کرنے کی ایک ترتیب ہے

اس ترتیب کے ساتھ سلوک اختیار کرنے سے مقصود اعظم

کہ خداشناسی اور وصول الی اللہ ہے حاصل ہوگا ترتیب یہ ہے:۔

---

۲ بندہ کا کہاں مقدور و حوصلہ ہے کہ اللہ تعالی کو پہچانے۔

سالک کو پہلے چاہیئے کہ تمام عالم کو ایک آئینہ فرض کرلے اور اس میں ہمیشہ جمال حق کو دیکھا کرے اور اس خیال میں اس قدر رستہ دا اور سرگرم ہو کہ دم بھر کو دیدہ و دل سے دور ہونے نہ دے سے

وہ ممکن ہے جس نے تصورِ یار کی ۔۔ ہر طرح سے آئینہ میں دیکھ لی

اس خیال کی انتہا پہ بہت ساری چیزیں نمودار ہوں گی۔ اور طرح طرح کی لذتیں۔ رنگا رنگ کیفیتیں حاصل ہوں گی۔

اس کے بعد سالک کو ترقی کرنا اس مرتبہ سے برتر مقام پہ آنا اور تمام کو حق دیکھنا اور حق جاننا اور ایسا تصور کرنا چاہیے کہ یہ سب کچھ حق ہے جو ان صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے سے

تیرے جانب کس طرح ہو کوئی سیر

کب ہے خالی تجھ سے مسجد ہو کہ دیر

طالب و مطلوب یکجے رہے سب

تو ہی تو ہے کب ہے تیرا کوئی غیر؟

اسکی غیرت نے جہاں میں غیر چھوڑا ہی نہیں

اس لئے وہ خود ہی عین جملہ اشیا ہو گیا

اس تصور اور خیال میں ہمیشہ ایسا مصروف اور پابند رہنا چاہئے کہ کسی ساعت اور کسی آن اس سے خالی نہ رہا جائے اور اس باب میں کوشش اور سعی بلیغ کرنا چاہئے کیونکہ کوئی مقصود بغیر کوشش اور تلاش کے نہیں مل سکتا کوشش وہ شئے ہے کہ آدمی کو مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ کوشش کرتا اور قیل و قال

چھوڑ دینا چاہئے تاکہ دل و دیدہ اللہ کے تصور میں مستغرق رہے
اس تصور کی انتہا پر اور بہت ساری چیزیں نظر آئیں گی۔
اور طرح طرح کی لذتیں حاصل ہوں گی۔

اس کے بعد سالک کو اس سے بھی آگے ترقی کرنا اس
مرتبہ سے برتر مقام پر آنا اپنے آپ کو درمیان سے اٹھا دینا اور
اپنے وجود وہمی کی نفی اور حق کے اثبات کی کوشش کرنا چاہئے۔
یعنی آنکھ بند کر کے یہ تصور کرنا چاہئے کہ جس کو کہ میں سمجھا کرتا تھا
میں نہیں حق ہے جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

چند روز اس تصور میں حد درجہ مصروف اور پابند رہنا چاہئے
تاکہ خود کو بھول جایا کرے۔ اور خود کو اور جملہ عالم کو حق جاننا چاہئے
اور حق دیکھا جائے۔

سالک جب اس تصور میں خودی سے گزر جائیگا اس کے باطن سے جس طرح کہ اس خودی سے رہائی پائے ہوئے فقیر کے باطن سے نکلتا ہے یہ ترانہ نکلیگا ؎

محو حیرت ہوں کہ جس کو "میں" کہا کرتا تھا میں
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں خود اس کو وہ "میں" اب کیا ہوا

جب یہ تصور اس قدر غالب ہو گیا کہ سالک خود کو بھول گیا۔ تب دیکھنے والا اور دکھائی دینے والا ایک ہو گیا اور پردہ اٹھ گیا اور وصول حق حاصل ہو گیا ؎

خود ہی شاہد ہے خود مشہود بھی ÷ غیر اس کا ہے کہاں موجود بھی؟

؎ دن بھر ترے ساتھ تھا غبر کی دھی

شب ساتھ رہا اونگھتے میں رات کٹی

جو کچھ ہے سو میں ہوں یہ گمان تھا مجھکو

میں جملہ تو ہی تو تھا حقیقت جو کھلی

میرا معشوق عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا ۔ بلکہ خود مجھ میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

میں سمجھا کہ طلب اس سے لا دیگی مجھے ۔ یہ غلط وہم و گمان تھا مجھے معلوم نہ تھا

لینے بےخود ہوتا۔ خود سے گزر جانا اور نیست ہو جانا ہی اللہ کے

طالبوں کا مقصود اور مطلوب ہے، اور یہی ہے انتہا اور کمال فقر کا۔

سالک کا اس مقام پر پہنچنا مقام فنا فی اللہ پر پہنچنا ہے ؎

جس کا کہ فنا شیوہ ہوا اور فقر آئیں ۔ گو معرفت دیں نہ ہوا اور کشف و یقیں

وہ اٹھ گیا درمیان سے اللہ رہا ۔ اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ هُوَ اللّٰہ ہے یہیں

اسی موقع پر فرمایا ہے کہ صوفی وہ نہیں ہے جو بہت ساری

چلہ کشیاں اور ریاضتیں کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے

بلکہ صوفی وہ ہے کہ خود نہ رہے۔ اس مقام پر کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا
وَجْهَهُ کُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِهِ اِنْتِهَائُہٗ هِيَ الرُّجُوعُ إِلَى
اللہ تعالیٰ کا راز فاش ہوتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ اپنے جملہ طلبگاروں
کو اس مقصود تک ضرور پہنچائے بحق النبی وآلہ الامجاد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہٖ وسلم۔

غزل شیخ ابراہیم عراقی رحمۃ اللہ علیہ

نختین بادہ کاندر جام کردند
ز چشم مست ساقی وام کردند

برائے صید مرغ جان عاشق
ز زلف ماہرویاں دام کردند

بعالم ہر کجا رنج ملامت
بہم بردند و عشقش نام کردند

ز بہر نقل مستان از لب چشم
مہیا شکر و بادام کردند

چو خود کردند راز خویشتن فاش
عراقی را چرا بدنام کردند

(مولوی منظور احمد صاحب ناظر)

بہ رہ تو دیدہ بدوختم شدہ عمر و یار نیامدی

دل و جان بہ آتش ہجر تو مگر اے نگار نیامدی

بسے
زمن ستم زدہ سوے تو شدہ قاصدے پئے قاصدے

بسر خزان زدہ گلشنم مگر اے بہار نیامدی

تو بگو کہ دست ستم کجا کہ رسم بکوے تو یار من

مگر آہ باہمہ آگہی تو بہ یار یار نیامدی

بہ میان بادیہ ہمدمے نہ بزخم سینہ و مرہمے

ہمہ حیرتم بہ چنین غمے بہ چنین زار نیامدی

فت
شدہ سالہا بت بے وفا کہ کسے نیا از و نشان

بتلاش تربت ناظرت بسر کوہسار نیامدی

زہے جوشن بہ بر خنجر بکف مردانہ می آئی

بہ ہر گہ سوئے من قصدے کنی ترکانہ می آئی

بدون آئیم برائے مقدرت خالی کنم جا را

چو ائے جانِ جہاں با جلوۂ جانانہ می آئی

بہ پابوست بقید جامہا از دست میخواراں

چو سوئے میکدہ با غمزۂ مستانہ می آئی

بہ ہر دم طرفہ تلبیسے بہر ساعت عجب شانے

گدایانہ رہی گاہے گہے شاہانہ می آئی

نبودہ آشنا لبہائے نوشین تو با تلخی

کنوں از گفتگوئے تلخ بیباکانہ می آئی

مریضِ عشق را چہ مرض بجز تو چہ می باشد

تو خود به حالِ ادو در خندهٔ خصمانه می آئی

به رنگِ تو بهاران سینه‌ات آتش کده ناظر

سرت گردم چرا پس سوے آتش خانه می آئی

(۶)

یارِ من که سرتاپا لطفِ بیکران باشد
با هزار تقصیرم یارِ مهربان باشد

تو به شکلِ مردم باز تو بمی ورزم
رحمتش نمی دانم این چه وجه آن باشد

ایکه قیل و قالِ تو شرحِ دفترِ عشق
دیکه علم و حالِ تو رازِ کن فکان باشد

دارم این سوال از تو با کمالِ نادانی
گرچه خامشی دانم شیوهٔ عاقلان باشد

هر دو سے ز من جو بے سر زبان ز تو عوی

ناظرت کنم آخر شاخِ زعفران باشد

(۷)

نرگس کہ ہمی بیند بے خود نگرانستے | دیدہ است نگاہ او حیرت زدہ زا تستے
یک محشر بیتابی بر دل شدگان برپاست | این فتنہ کہ برپا شد از چشم تبانستے
علیم کمن اے زاہد من بندۂ مقدوم | گر رند نظر باز م تقدیر جنانستے
این خرقۂ سالوسم صد عیب مرا پوشد | زہدیکہ ہمی ورزم نادان بگمانستے
آنکس کہ خبر دارد و مہر بلب خود زد | افسانہ کہ در دہر است از بیخبرانستے
این شعر ترم آیے ہر لحظہ زنو دارد | زان مولوی ثانی کو شاہ شہانستے

ہم نغمۂ رومی ام مانند حزین ناظر
این پردہ کہ می سنجم زان جان جہانستے

(۲)

ناظر چو بہ دست بالیمین دادم دست | حقا کہ بصد صدق و یقین دادم دست
دست از ہمہ مطلوب کشیدم بارے | زان روز کہ مقصود چنین دادم دست

زان روز کہ صدق در یقین است مرا | بگذر از جنان و حور عین است مرا
مردم بطواف کعبہ ورزند سفر | آن کعبہ و قبلہ حق الیقین است مرا

(۴۰)

در راہ طلب اہل یقین را دریاب | بگذر ز سر مکان مکین را دریاب
گر طالب عاشق صادقی مرشد کسے | بگذر ز ہمہ و حق الیقین را دریاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُنْشِي الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ
ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِي الْقِدَمِ
مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا

قصیده

اصبحت زائراً لک یا شحنة النجف	بهر نثار مرقد تو نقد جان بکف
تو قبلهٔ دعائی و اهل نیاز را	روی امید سوی تو باشد ز هر طرف
می بوسم آستانهٔ قصر جلال تو	در دیده اشک عذر ز تقصیر ما سلف
گر دیده هائے چشم مرصع ز گوهرم	فرش حریم قبر تو باشد زهے شرف
رو کرده ام ز جملهٔ اکناف سوی تو	تا گیریم ز حادثهٔ دهر در کنف
هر روضهٔ عارفان تو مفتاح گشته است	ابواب گنج کنز بمفتاح من عرف
خصم تو سوخت در تب تبت چو بولهب	تا دیده از زبانهٔ قهرت حنو تف
رفت از جهان کسی که نه پی برد پی تو	لب تر چشید با سفال پیالهٔ اسف
تا جنس را چه حد که زند لاف حب تو	او را بود بجانب موهوم خود شغف
جمعیت است عشق موالات را سبب	حاشا که حبس گوهر خشتان نجف
جامی بر آستان تو کاینجا پی سجود	هر صبح و شام بهر صفا می کشد صف

السلام ای تیغ تو گوهر دریای جود
السلام ای تازه سر گلبرگ شهر وجود

السلام ای آنکه تا ابد آید رحمت ثبات
نور پاکش کرده ز قدسیان اورا سجود

السلام ای آنکه تنگ از خلعتت عرض فضا
صیقل تیغ تو آیینه گیتی زدود

السلام ای آنکه نامد در همت کون و مکان
نیست پیدا بجز نور تو در چشم شهود

السلام ای آنکه بر فرش بهشتیان فیض تو
اطلسی از شب کشد تا تار از روز پود

السلام ای آنکه ادیب شجاعت زحشم
جز کلید لطف بر خلق تو که نگشود

السلام ای آنکه تا بوم و دین مجتبی
در سرم سودای دو جهانم ثنای تو بود

صد سلامت می فرستم مردم آنحضرت کرام
بو که آید یک علیکم زو جواب این سلام

بلغ العلی بکماله
کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله
صلوا علیه وآله

سنه ۱۳۴۳
۱۳۴۳

(زرقم حاجی کپتان مالک اخبار شوکت الاسلام بریکیا بازار نئی حویلی
(حیدرآباد دکن)

یہ رسالہ

حضرت سیدنا ابوالعلاؒ سے

منسوب رسالہ رازِ فنا کا اُردو

ترجمہ ہے۔اور یہ کتاب

"سلوکِ قلندری" کا حصہ ہے۔